سورة المومنون

آيات ۳۳ - ۵۰

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا
بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۙ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا
لَّخٰسِرُوْنَ ۙ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۙ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا
تُوْعَدُوْنَ ۙ﴿۳۶﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۙ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨ افْتَرٰى
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ
نٰدِمِيْنَ ۚ﴿۴۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ
بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ؕ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ؕ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ
كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾
ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ۬ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا
قَوْمًا عَالِيْنَ ۚ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۚ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ
الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ
اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۧ﴿۵۰﴾

مكية

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن

آیات 118

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴿٢﴾

رسول کی دعوت کے ذریعے انسانی افکار و کردار کی اصلاح، تاکہ ایمان و عملِ صالح کے ذریعے انسان حقیقی فلاح تک پہنچ سکے

صفاتِ مومنین دلائلِ توحید	آیات 1 تا 11 جنت کے وارث مومنین کی صفات	آیات 12 تا 16 خلقتِ انسان- اللہ کی قدرت کی نشانیاں- بعث بعد الموت	آیات 17 تا 22 اللہ کی قدرت کی حیرت انگیز تخلیق، اپنے بندوں پر اس کی کثیر نعمتیں		
دعوتِ انبیاء علیہ السلام	آیات 23 تا 30 قومِ نوحؑ کا قصہ توحید- غایتِ انبیاء	آیات 31 تا 44 ہودؑ کی بعث—ہلاکت اقوام میں اللہ کی سنت	آیات 45 تا 50 قصہ موسیٰ، ہارون اور عیسیٰ علیہم السلام	آیات 51 تا 52 رسولوں کے لیے ہدایات- وحدت عقائد	آیات 53 تا 56 رسولوں کے بعد امتوں کا اختلاف
توحید، تقویٰ اور انجامِ آخرت	آیات 57 تا 61 اہلِ تقویٰ کی نمایاں صفات	آیات 62 تا 77 کفار کی صفات، ان کے اعمال اور انجام	آیات 78 تا 80 اللہ کی نعمتیں اور اس کی عبادت کی یاددہانی	آیات 81 تا 92 بعث بعد الموت کا انکار اور توحید کے دلائل	
انذارِ آخرت اور دعوتِ توحید	آیات 93 تا 98 نبی کریم ﷺ کے لیے الٰہی ہدایات	آیات 99 تا 114 موت کے وقت گناہ گاروں کی ندامت اور قیامت کے مناظر	آیات 115 تا 118 انسانی زندگی کا مقصد اور اللہ کی عظمت و توحید کا بیان		

سورۃ المؤمنون (آیات 33 - 38)

- ان آیات میں (ایک رسول کی قوم کے) سرداروں کا وہ گمراہ کن خطاب بیان ہوا ہے جس کے ذریعے وہ عوام کو اللہ کے بھیجے ہوئے رسول کی دعوت سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں (بالکل قومِ نوحؑ کے سرداروں کی طرح)
- یہ سردار اپنی قیادت اور مفادات کے تحفظ کے لیے نبی کی بشریت کو بنیاد بنا کر اس کی رسالت کا انکار کرتے ہیں، آخرت کا مذاق اڑاتے ہیں، اور عوام کو یہ باور کراتے ہیں کہ اس دعوت کو قبول کرنے سے ان کا معاشرتی نظام اور دنیاوی مفادات تباہ ہو جائیں گے۔ ان کے کلام میں تکبر، دنیا پرستی، اور جواب دہی سے بے نیازی واضح نظر آتی ہے، جو ہر دور کے منکرینِ حق کی مشترکہ نفسیات کو ظاہر کرتی ہے۔
- سورت کا مرکزی پیغام ایمان، فلاح اور بندگیِ خالص کو واضح کرنا ہے۔ اس کے مقابلے میں یہاں منکرین کے طرزِ فکر کو پیش کیا گیا ہے تاکہ حق و باطل کا فرق نمایاں ہو جائے
- ابتدائی آیات میں اہلِ ایمان کی صفات اور ان کی کامیابی کا معیار بیان ہوا ہے، جبکہ اس مقام پر ان لوگوں کی ذہنیت دکھائی گئی ہے جو اس راستے کو رد کرتے ہیں۔ یوں یہ حصہ سورت کے مرکزی مضمون - یعنی فلاح کے حقیقی معیار اور اس سے انحراف کے انجام - کو تاریخی مثال کے ذریعے واضح اور مؤثر بناتا ہے۔

سورۃ المؤمنون (آیات 33 - 38)

گذشتہ سے پیوستہ

- ان آیات (33-38) میں کسی متعیّن قوم اور رسول کا نام نہیں لیا گیا بلکہ ایک عمومی رویہ (pattern) بیان کیا جا رہا ہے، یعنی ہر دور میں رسولوں کی مخالفت کرنے والے سرداروں کا طرزِ فکر۔
- اس سے پہلے آیات 23-30 میں قومِ نوح کا واقعہ گزر چکا ہے، پھر اس کے بعد اللہ نے ایک دوسری قوم کو اٹھایا (ثُمَّ اَنْشَأْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ - یعنی نوح کے بعد ایک اور قوم آئی)
- آیات 33-38 میں اسی بعد کی قوم کے سرداروں کا ذکر ہے

نام کیوں نہیں بتایا گیا؟

- یہاں نام اس لیے نہیں بتایا گیا کہ مقصد تاریخ بتانا نہیں بلکہ ایک مخصوص رویّہ (mindset) دکھانا ہے یہ وہی رویہ ہے جو عاد، ثمود، فرعون کی قوموں - سب میں مشترک تھا
- یہ ہر دور کے منکرینِ حق کے سرداروں کی نمائندہ تصویر ہے اور اب نبی کریم ﷺ کی رسالت کے دور میں یہی رویہ سردارانِ قریش نے اپنا رکھا ہے

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝٣٣

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖ - اور کہا سرداروں نے اس کی قوم میں سے

مَلَاَ : سردار، اشرافیہ (elite)، بااثر طبقہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا - جنھوں نے کفر کیا اور جھٹلایا

بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ - آخرت کی ملاقات کو

لِقَآءِ : ملاقات

وَاَتْرَفْنٰهُمْ - اور ہم نے خوشحال رکھا تھا انہیں

(ت ر ف) اَتْرَفَ يُتْرِفُ ، اِتْرَافٌ : خوشحالی/آسودگی دینا (IV)

اردو میں : مترَف، مترَفین(خوشحالی میں ڈوبے لوگ)

فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا - دنیوی زندگی میں

مَا هٰذَآ اِلَّا - نہیں ہے یہ مگر

بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ - ایک انسان تمہاری مثل

يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ - وہ کھاتا ہے اس میں سے جو تم کھاتے ہو

اَكَلَ يَاْكُلُ ، اَكْلًا : کھانا

وَيَشۡرَبُ مِمَّا تَشۡرَبُوۡنَ ۝٣٣ وَلَئِنۡ اَطَعۡتُمۡ بَشَرًا مِّثۡلَكُمۡ اِنَّكُمۡ اِذًا لَّخٰسِرُوۡنَ ۝٣٤ اَيَعِدُكُمۡ اَنَّكُمۡ اِذَا مِتُّمۡ وَكُنۡتُمۡ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمۡ مُّخۡرَجُوۡنَ ۝٣٥

وَيَشۡرَبُ مِمَّا تَشۡرَبُوۡنَ - اور وہ پیتا ہے اس میں سے جو تم پیتے ہو۔ | شَرِبَ يَشْرَبُ ، شُرْبًا : پینا

وَلَئِنۡ اَطَعۡتُمۡ - اور یقیناً اگر تم نے کہا مانا | وَلَئِنْ = (وَ + لَ + اِنْ) | وَ : حرفِ عطف، لَ : حرفِ تاکی، اِنْ: حرفِ شرط

اَطَاعَ يُطِيْعُ ، اِطَاعَةٌ : اطاعت کرنا (IV)

بَشَرًا مِّثۡلَكُمۡ - اپنے جیسے انسان کا (تو)

اِنَّكُمۡ اِذًا لَّخٰسِرُوۡنَ - بلاشبہ تب (ہو جاؤ گے) تم یقیناً خسارہ پانے والے۔

اَيَعِدُكُمۡ اَنَّكُمۡ - کیا وہ وعدہ دیتا ہے تمہیں کہ | اَ : ہمزہ استفہامیہ (سوالیہ) | وَعَدَ يَعِدُ ، وَعْدًا : وعدہ دینا

اِذَا مِتُّمۡ - کہ بیشک تم جب تم مرگئے | مَاتَ يَمُوْتُ ، مَوْتًا : مرنا

وَكُنۡتُمۡ تُرَابًا وَّعِظَامًا - اور تم ہوگئے مٹی اور ہڈیاں | تُرَاب : مٹی | عِظَام : ہڈیاں

اَنَّكُمۡ مُّخۡرَجُوۡنَ - کہ بلاشبہ تم نکالے جانے والے ہو۔ | اِخْرَاجًا : نکالنا | مُخْرَجُوْن : نکالے جانے والے (اسم فاعل)

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ
يَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝۳۳ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝۳۴ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝۳۵

اُس کی قوم کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیااور آخرت کی پیشی کو جھٹلایا، جن کو ہم نے دنیا کی زندگی میں آسودہ کر رکھا تھا، وہ کہنے لگے "یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم ہی جیسا جو کچھ تم کھاتے ہو وہی یہ کھاتا ہے اور جو کچھ تم پیتے ہو وہی یہ پیتا ہے

اب اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک بشر کی اطاعت قبول کر لی تو تم گھاٹے ہی میں رہے

یہ تمہیں اطلاع دیتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جاؤ گے اُس وقت تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے؟

The notables among his people who had refused to believe and who denied the meeting of the Hereafter, and those whom We had endowed with ease and comfort in this life, cried out: "This is no other than a mortal like yourselves who eats what you eat and drinks what you drink.

If you were to obey a human being like yourselves, you will certainly be losers.

If you were to obey a human being like yourselves, you will certainly be losers.

Does he promise you that when you are dead and are reduced to dust and bones, you will be brought forth to life?

محمد اقبال

وَقَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِهِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِلِقَآءِ الۡاٰخِرَةِ وَاَتۡرَفۡنٰهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۙ يَاۡكُلُ مِمَّا تَاۡكُلُوۡنَ مِنۡهُ وَيَشۡرَبُ مِمَّا تَشۡرَبُوۡنَ ۞ ۳۳

دعوتِ حق کی مخالفت کرنے والے

- اس آیت کریمہ (اور قرآن میں دوسرے مقامات) سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی طرف سے آنے والی ہدایت کی مخالفت میں پیش پیش رہنے والے ہمیشہ وہ لوگ رہے ہیں جن کے ہاتھوں میں قومی قیادت ہوتی ہے اور جو اپنے دور کے سربرآوردہ لوگ ہوتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ اللہ کے نبیوں کی دعوت کو وہ اپنے لیے خطرے کی علامت سمجھتے ہیں اور وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اس دعوت کے نتیجے میں جب مصنوعی طبقات ختم ہوں گے اور انسانی ذہنوں سے اونچ نیچ کا تصور مٹے گا۔ تو ہماری سرداریاں باقی نہیں رہیں گی۔ دعوتِ حق کا انکار کرنے والوں میں یہ تین خصوصیات تاریخ کے ہر دور میں پائی گئی ہیں (اہل مکہ بھی انہی میں مبتلا تھے)

1. **آخرت کا انکار:** حق کا انکار کرنے والے ایسے تمام مترفین، متکبر ہوتے ہیں اور آخرت کے منکر بھی، اس لیے جوابدہی کا کوئی احساس نہیں رکھتے اور سمجھتے ہیں کہ بفرض محال آخرت برپا ہو ہی گئی تو وہاں بھی انہیں یہی عزت و آسائش ملے گی۔
2. **دنیا پرستی اور مادہ پرستی:** یہ لوگ کامیابی کو صرف دولت، آسائش اور ظاہری ترقی تک محدود سمجھتے ہیں ان کے نزدیک وہی شخص کامیاب ہے جو دنیا میں زیادہ مال و طاقت رکھتا ہو، چاہے اس کا عقیدہ اور کردار درست نہ ہو۔ اسی سوچ کی وجہ سے وہ آخرت، جواب دہی اور اعلیٰ انسانی اقدار کو اہمیت نہیں دیتے
3. **خوشحالی کا غرور:** یہ (مترفین) چونکہ انتہائی مالدار اور خوشحال لوگ ہوتے ہیں اور اپنی خوشحالی کو اپنے برسرِ حق ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں۔ وہ اس فتنے میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ہماری یہ دنیوی کامیابیاں ہمارے عقیدہ اور عمل کی صحت کی دلیل ہیں

- یہ لوگ اپنے گمراہ کن نظریات کے ذریعے عوام کو نبی کی دعوت سے بدظن کرتے ہیں۔ وہ نبی کی سادگی کو بنیاد بنا کر یہ خوف دلاتے ہیں کہ اس کی اطاعت سے تمہاری دنیا اور سماجی نظام تباہ ہو جائے گا۔

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾

عوام کو بھڑکانے کے لیے جذباتی حربہ : قوم کے سرداروں نے عوام کو بھڑکانے کے لیے جذباتی اور فریب پر مبنی حربے استعمال کیے۔وہ لوگوں کو ڈراتے تھے کہ اگر تم نے اپنے جیسے ایک انسان کو اللہ کا رسول مان کر اس کی اطاعت قبول کر لی تو تم دین و دنیا دونوں میں نقصان اٹھاؤ گے

- اسی خوف کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا کہ یہ شخص تمہیں تباہی کی طرف لے جائے گا۔اصل میں انہیں یہ خطرہ تھا کہ اگر عوام نبی کی شخصیت اور دعوت سے متاثر ہو گئے تو ان کی سرداری ختم ہو جائے گا اور وہ نظام بھی جس میں ان کی سرداری قائم ہے
- اسی لیے وہ نبی کی دعوت کو اقتدار کی خواہش قرار دے کر اس کی ساکھ خراب کرتے تھے۔وہ نبی کی بشریت کو دلیل بنا کر کہتے کہ جب وہ بھی تم جیسا انسان ہے تو اس کی اطاعت کیوں کی جائے؟
- دلچسپ بات یہ تھی کہ اپنی سرداری کو وہ فطری اور جائز سمجھتے تھے، مگر نبی کی قیادت کو ناجائز قرار دیتے تھے۔یوں وہ اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے عوام کو گمراہ کرتے اور حق سے دور رکھنے کی کوشش کرتے تھے

☛ اس کا موازنہ آج کے دور کے ان لیڈروں سے کریں جو اسی سوچ کے ساتھ ذرا مختلف انداز میں لوگوں کا استحصال کرتے ہیں!

☛ **خوف کا ہتھیار:** آج کے لیڈر بھی عوام کو یہ باور کراتے ہیں کہ اگر ہم نہ رہے تو ملک، معیشت یا ہماری شناخت تباہ ہو جائے گی

بدنام کرنا- اصلاح اور حق سچ کے لیے کھڑے ہونے والے کو خطرہ قرار دیا جاتا ہے یا طرح طرح کے الزامات

عام آدمی کی نفسیات سے کھیلنا: لوگوں کے جذبات، مذہب، قومیت، سلامتی کو ابھار کر ان سے فیصلے کروائے جاتے ہیں

دوہرا معیار: اپنی اقتدار کی خواہش کو "خدمت" کہا جاتا ہے، جبکہ دوسروں کی قیادت کو "لالچ" یا "سازش" قرار دیا جاتا ہے

قیادت کا بڑا حصہ آج بھی حقیقت نہیں، تاثر (perception) اور سبز باغ بیچ رہا ہے - اور عوام اسی تاثر کے زیرِ اثر فیصلے کر رہے ہیں

هَيۡهَاتَ هَيۡهَاتَ لِمَا تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۶﴾ اِنۡ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنۡيَا نَمُوۡتُ وَنَحۡيَا وَمَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِيۡنَ ﴿۳۷﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ۨافۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحۡنُ لَهٗ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۳۸﴾

هَيۡهَاتَ هَيۡهَاتَ - دور ہے بہت دور ہے

هَيْهَاتَ : یہ لفظ کسی معروف ثلاثی مادے (root) سے نہیں مانا جاتا اسے الفاظِ سماعیہ (non-derived) میں شمار کیا جاتا ہے (بنیادی معنی (بہت دور ہے) - اس کا 2 بار آنا معنی میں شدت پیدا کرنے کے لیے (بہت بعید)

لِمَا تُوۡعَدُوۡنَ - جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو

لِمَا = لِ + ما : جو/ جس چیز کو

وَعَدَ يَعِدُ ، وَعْدًا : وعدہ دینا

اِنۡ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنۡيَا - نہیں ہے وہ مگر ہماری دنیا ہی کی زندگی

اِنْ (نافیہ ہے) اِلَّا کی وجہ سے

نَمُوۡتُ وَنَحۡيَا - (یہیں) ہم مرتے ہیں اور ہم جیتے ہیں

وَمَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِيۡنَ - اور نہیں ہم ہر گز اُٹھائے جانے والے

مَبْعُوْث : اٹھایا/ بھیجا جانے والا

اِنۡ هُوَ اِلَّا رَجُلُ - نہیں ہے وہ مگر ایک (ایسا) آدمی

افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا - (جس نے) گھڑ لیا ہے اللہ پر جھوٹ

(ف ر ي)

اِفْتَرٰى يَفْتَرِىْ ، اِفْتِرَآءٌ : گھڑنا (VIII)

وَّمَا نَحۡنُ لَهٗ بِمُؤۡمِنِيۡنَ - اور نہیں ہیں ہم ہر گز اس پر ایمان لانے والے

اردو میں: افتراء، (جھوٹ)، مفتری

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿٣٩﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ - اس نے کہا اے میرے رب میری مدد فرما

بِمَا كَذَّبُوْنِ - اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔

بِمَا = بِ + مَا : جس کے سبب / جس کی وجہ سے

قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ - (اللہ نے) فرمایا تھوڑی (مدت ہی) میں

عَمَّا=(عَنْ + مَا) : عَنْ (سے)، ضرورتاً "میں" کا ترجمہ

لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ - ضرور بالضرور وہ ہو جائیں گے پچھتانے والے

اَصْبَحَ يُصْبِحُ ، اِصْبَاحٌ : ہو جانا (IV)

فَاَخَذَتْهُمُ - تو آ پکڑا انہیں

اَخَذَ يَأْخُذُ ، اَخْذًا : پکڑنا

الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ - چیخ نے حق کے ساتھ

اَلصَّيْحَة : چیخ، کڑک، ہولناک آواز (جو عذابِ الٰہی کی صورت میں ان پر آئی)

فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً - تو ہم نے کر ڈالا انہیں کوڑا

جَعَلَ يَجْعَلُ ، جَعْلًا : بنانا، ڈالنا

غُثَآءً : سیلاب کا کوڑا کرکٹ، کوڑا، گلے سڑے پتے

فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ - پس دوری (یعنی لعنت) ہے ظالم قوم کے لیے

بَعُدَ يَبْعُدُ ، بُعْدًا : دور ہونا (دوری)

اردو میں : بعد، بعید، بُعد

هَيۡهَاتَ هَيۡهَاتَ لِمَا تُوۡعَدُوۡنَ ۖ ﴿۳۶﴾ اِنۡ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنۡيَا نَمُوۡتُ وَنَحۡيَا وَمَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِيۡنَ ۖ ﴿۳۷﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ۨافۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّ
مَا نَحۡنُ لَهٗ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انۡصُرۡنِىۡ بِمَا كَذَّبُوۡنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيۡلٍ لَّيُصۡبِحُنَّ نٰدِمِيۡنَ ۚ ﴿۴۰﴾ فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ بِالۡحَقِّ فَجَعَلۡنٰهُمۡ
غُثَآءً ۚ فَبُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۴۱﴾

بعید، بالکل بعید ہے یہ وعدہ جو تم سے کیا جا رہا ہے، زندگی کچھ نہیں ہے مگر بس یہی دنیا کی زندگی یہیں ہم کو مرنا اور جینا ہے اور ہم ہرگز اٹھائے جانے والے نہیں ہیں، یہ شخص خدا کے نام پر محض جھوٹ گھڑ رہا ہے اور ہم کبھی اس کی ماننے والے نہیں ہیں

رسول نے کہا "پروردگار، اِن لوگوں نے جو میری تکذیب کی ہے، اس پر اب تو ہی میری نصرت فرما" جواب میں ارشاد ہوا "قریب ہے وہ وقت جب یہ اپنے کیے پر پچھتائیں گے" آخر کار ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق ایک ہنگامہ عظیم نے ان کو آلیا اور ہم نے ان کو کچرا بنا کر پھینک دیا دُور ہو ظالم قوم

Far-fetched, utterly far-fetched is what you are being promised. There is no other life than the life of the world. We shall live here and here shall we die; and we are not going to be raised again. This man has forged a mere lie in the name of Allah and we shall never believe what he says. The Messenger said: "My Lord! Come to my help at their accusing me of lying.“ He answered: "A short while, and they shall be repenting." Then a mighty blast quite justly overtook them, and We reduced them to a rubble.37 So away with the wrong-doing folk!

محمد اقبال

هَيۡهَاتَ هَيۡهَاتَ لِمَا تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۶﴾ اِنۡ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنۡيَا نَمُوۡتُ وَنَحۡيَا وَمَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِيۡنَ ﴿۳۷﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ۨافۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحۡنُ لَهٗ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۳۸﴾

متکبرین کا بہکاوا اور عوامی ذہن سازی: رسول کی قوم کے سردار (مترفین) عوام کو یہ باور کراتے تھے کہ یہ (نبی) اپنی بات منوانے کے لیے آخرت اور جوابدہی کا خوف دلا رہا ہے۔ وہ اس دعوت کو محض ایک ڈراوا اور نفسیاتی حربہ قرار دے کر لوگوں کو اس سے بد ظن کرتے تھے۔

- **آخرت کا انکار اور دنیا پرستی** : وہ کہتے تھے کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں، انسان مٹی ہو کر ختم ہو جاتا ہے اور دوبارہ اٹھایا جانا ناممکن ہے۔ ان کے نزدیک اصل زندگی صرف دنیا کی زندگی تھی، اسی لیے وہ جوابدہی کے تصور کو رد کر دیتے تھے۔
- **گمراہی کا نتیجہ** : اس سوچ کے ذریعے وہ عوام کو آخرت کے احساس اور ذمہ داری سے دور رکھتے تھے، تاکہ لوگ بے فکر ہو کر اپنی خواہشات کے مطابق زندگی گزارتے رہیں اور حق کی دعوت قبول نہ کریں
- **زندگی کے بگاڑ کا اصل سبب**: آخرت کے انکار نے ان کے طرزِ زندگی کو بگاڑ دیا، اور ان کی تمام کوششیں صرف دنیا کی آسائش، عزت اور مال کے حصول تک محدود ہو گئیں۔ وہ دنیا کی کامیابیوں کو ہی اصل کامیابی اور ناکامیوں کو حقیقی محرومی سمجھنے لگے۔
- **دنیا پرستی اور اخلاقی کمزوری** : لذت اور خواہشات کی تکمیل ان کی زندگی کا مقصد بن گئی، جبکہ ایثار اور ہمدردی کو محض وقتی یا نمائشی عمل سمجھا گیا، نہ کہ مستقل اصول۔ وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ دنیا دار العمل ہے، دار الجزا نہیں؛ جہاں نیک لوگ آزمائش میں اور ظالم لوگ عیش میں ہو سکتے ہیں۔ اگر زندگی صرف یہی ہوتی تو یہ نظام سراسر ناانصافی بن جاتا، جس کا کوئی جواب نہ ہوتا۔
- **حقیقت یہ ہے** کہ قیامت اور آخرت کا یقین انسانی اقدار کی بقا کے لیے ضروری ہے۔ انسانیت -اقدار انسانیت، مکارم اخلاق، حقوق و فرائض، آداب زندگی، نیکی کا فروغ، برائی کی بیخ کنی اور ایثار و محبت کے راستوں کو جلا بخشنے کا نام ہے۔ اگر کوئی انسان کہلانے والا شخص ان تمام حقائق و فضائل کو بیکار سمجھتا ہے تو اسے حق پہنچتا ہے کہ وہ قیامت کا انکار کرے۔

قَالَ رَبِّ انۡصُرۡنِىۡ بِمَا كَذَّبُوۡنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيۡلٍ لَّيُصۡبِحُنَّ نٰدِمِيۡنَ‌ۚ ﴿۴۰﴾ فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ بِالۡحَـقِّ فَجَعَلۡنٰهُمۡ غُثَآءً‌ ۚ فَبُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۴۱﴾

- **پیغمبر کی دعا** : جس پیغمبر کا یہاں ذکر ہو رہا ہے (شاید ہود علیہ السلام تھے) وہ بھی جب حضرت نوح (علیہ السلام) کی طرح تبلیغ و دعوت کے حوالے سے ان پر اتمام حجت کر چکے اور قوم نے آپ کی دعوت کو قبول کرنے کی بجائے آپ کا کام تمام کرنے اور آپ کی دعوت کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ تو تب پیغمبر نے اللہ سے مدد کرنے کی درخواست کی۔
- **دعا کی قبولیت**: اللہ کے رسول کی دعا قبول ہوئی۔ تو اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اب اس قوم کی تباہی میں کوئی دیر نہیں عنقریب تم دیکھو گے کہ اللہ کی طرف سے ایسی گرفت ہو گی کہ انھیں خود اندازہ ہو جائے گا کہ ہم نے اللہ کے رسول کی رسالت سے انکار کر کے بہت بڑی حماقت کی۔ اب وہ ندامت کا اظہار کریں گے لیکن یہ ندامت کام نہیں آئے گی۔
- پیغمبر کی اس دعا کے بعد ان پر خدا کا عذاب اس امر واقعی کے ساتھ آ دھمکا، وہ لوگ ایک زور دار قسم کی چیخ کے ذریعے ہلاک کر دیئے گئے، جس کے ساتھ زور دار قسم کی ہوا بھی چل رہی تھی
- **قوم عاد پر آنے والے عذاب** کے بارے میں قرآنی آیات میں مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں، کہیں آیا ہے کہ انہیں صیحہ (چیخ و چنگھاڑ) سے ہم نے پکڑا، کہیں صاعقہ یعنی بجلی کا ذکر ہے، کہیں ریح یعنی ہوا کا ذکر ہے، کہیں ریح صرصر (تیز آندھی) کا ذکر ہے، کہیں ریح عقیم (بانجھ ہوا) یعنی خیر و برکت سے خالی ہوا کا ذکر ہے، کہیں ریح عاتیہ (حد سے تجاوز کرنے والی آندھی) کا ذکر ہے۔ ان تمام میں کوئی باہمی تعارض و اختلاف نہیں ہے، بلکہ یہ ایک ہی عذاب کے مختلف پہلوؤں کا بیان ہے
- اصل عذاب ریح (ہوا) کا تھا۔ ریح صرصر/عاتیہ/عقیم، اسی ہوا کی شدت، حد سے تجاوز اور تباہ کن نوعیت کا بیان ہے
- صاعقہ اس طوفان کے ساتھ آنے والی بجلی/کڑک تھی - صیحۃ خوفناک گرج، دھماکا یا چیخ جیسی آواز تھی
- یہ الگ الگ عذاب نہیں تھے بلکہ ایک مرکب عذاب (composite phenomenon) تھا

ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قُرُوۡنًا اٰخَرِيۡنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا تَتۡرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوۡلُهَا كَذَّبُوۡهُ

ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا - پھر ہم نے پیدا کیں

اَنۡشَاَ يُنۡشِئُ ، اِنۡشَآءٌ : پیدا کرنا (IV)

مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قُرُوۡنًا اٰخَرِيۡنَ - ان کے بعد دوسری امتیں۔

قُرُوۡن : قَرۡن کی جمع (زمانے کے لوگ، امتیں، قومیں)

مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ - نہیں آگے نکل سکتی کوئی اُمت

سَبَقَ يَسۡبِقُ ، سَبۡقًا : آگے نکلنا، پہل کرنا، آگے بڑھنا

اَجَلَهَا - اپنے وقت سے

اَجَل : مدت مقررہ، وقت مقررہ

وَ مَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ - اور نہ وہ پیچھے رہ سکتے ہیں

(أ خ ر)

اِسۡتَاۡخَرَ يَسۡتَاۡخِرُ ، اِسۡتِيۡخَارٌ : پیچھے رہنا (X)

اردو میں : آخر، آخرت، موخر، تاخیر

ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا تَتۡرَا - پھر ہم نے بھیجے اپنے رسول پے در پے

(و ت ر)

وَتۡر : ایک، فرد، یا ایک کے بعد ایک آنا

تَتۡرَا : ایسا تسلسل جس میں چیزیں ایک دوسرے کے بعد آئیں، مگر جڑی ہوئی نہ ہوں (intermittent sequence)

وتر کے مادے میں: تین معنی۔(ا) طاق (وِتۡر)، (۲) متواتر، ایک بعد دوسرا (وَتۡر)، (۳) کم کرنا نقصان دینا (وَتۡر)

اردو میں: وِتر، تواتر، متواتر، وتیرہ

كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً - جب کبھی آیا کسی امت کے پاس

كُلَّمَا : جب بھی

جَآءَ : آنا

رَّسُوۡلُهَا كَذَّبُوۡهُ - اس کا رسول انہوں نے جھٹلایا اسے

فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّ جَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَ اَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ۬ بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾

فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا - تو ہم نے پیچھے چلتا کیا ان میں سے بعض کو بعض کے

اَتْبَعَ : اتباع کرنا (IV)

وَّ جَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ - اور ہم نے بنادیا انہیں قصے کہانیاں

اَحَادِيْث / حَدِيْثْ : بات، کلام، خبر، قصہ، قرآن، کلامِ نبیؐ

فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ - تو دوری (یعنی لعنت) ہے اس قوم کے لیے (جو) ایمان نہیں لاتی

ثُمَّ اَرْسَلْنَا - پھر ہم نے بھیجا

مُوْسٰى وَ اَخَاهُ هٰرُوْنَ - موسیٰ کو اور اس کے بھائی ہارون کو

اَخَا : بھائی

بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ - اپنی نشانیوں اور واضح دلیل کے ساتھ

اٰيٰتِ : نشانیاں

سُلْطٰن : دلیل...

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ - فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف

فَاسْتَكْبَرُوْا - تو انہوں نے تکبر کیا

اِسْتَكْبَرَ يَسْتَكْبِرُ ، اِسْتِكْبَارٌ : تکبر کرنا (X)

وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ - اور تھے وہ سرکش لوگ

(ع ل و) اس مادے میں بنیادی مفہوم - بلند ہونا، اونچا ہونا، برتری حاصل کرنا

اسم فاعل: عَالٍ (عَالِي)، بلند / برتر / متکبر / سرکش - اس کی جمع عَالِيْنَ

ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قُرُوۡنًا اٰخَرِيۡنَ ؕ﴿۴۲﴾ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ؕ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا تَتۡرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوۡلُهَا
كَذَّبُوۡهُ فَاَتۡبَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ بَعۡضًا وَّجَعَلۡنٰهُمۡ اَحَادِيۡثَ ۚ فَبُعۡدًا لِّقَوۡمٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوۡنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ۙ﴿۴۵﴾
اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ٮِٕهٖ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا عَالِيۡنَ ۚ﴿۴۶﴾

پھر ہم نے ان کے بعد دوسری قومیں اٹھائیں، کوئی قوم نہ اپنے وقت سے پہلے ختم ہوئی اور نہ اس کے بعد ٹھیر سکی، پھر ہم نے پے در پے اپنے رسول بھیجے جس قوم کے پاس بھی اس کا رسول آیا، اس نے اُسے جھٹلایا، اور ہم ایک کے بعد ایک قوم کو ہلاک کرتے چلے گئے حتیٰ کہ ان کو بس افسانہ ہی بنا کر چھوڑا پھٹکار اُن لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے ! پھر ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائی ہارونؑ کو اپنی نشانیوں اور کھلی سند کے ساتھ فرعون اور اس کے اعیان سلطنت کی طرف بھیجا، فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا پھر انہوں نے تکبر کیا اور وہ سرکش لوگ تھے

Then, after them, We brought forth other generations. No nation can outstrip its term, nor can it put it back. Then We sent Our Messengers in succession. Whenever a Messenger came to his people they rejected him, calling him a liar. Thereupon, We made each people to follow the other (to its doom), reducing them to mere tales (of the past). Scourged be the people who do not believe! Then We sent Moses and his brother Aaron with Our Signs and a clear authority to Pharaoh and to his chiefs, but they behaved superciliously and they were haughty.

محمد اقبال

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ
اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾

اقوام کا تسلسل اور مہلتِ الٰہی

- ان آیات میں واضح کیا گیا ہے کہ قومِ نوح کے بعد بھی انسانیت کا سلسلہ رکا نہیں بلکہ مختلف قومیں یکے بعد دیگرے وجود میں آتی رہیں۔ ہر قوم کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک مقررہ مدت (اَجَل) طے کر رکھی تھی، جس سے نہ وہ آگے بڑھ سکتی تھی اور نہ پیچھے رہ سکتی تھی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسانی تاریخ ایک منظّم الٰہی منصوبے کے تحت چل رہی ہے، نہ کہ اتفاقی طور پر۔
- **سلسلۂ رسالت کا تسلسل (تَتْرَا):** اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے تحت ہدایت کا دروازہ کبھی بند نہیں کیا، بلکہ رسولوں کو پے در پے بھیجتا رہا۔ ہر قوم کی طرف اس کا رسول آیا تاکہ وہ انہیں حق کی دعوت دے، ان پر حجت قائم کرے اور انہیں صحیح راستہ دکھائے۔ یہ مسلسل بعثت اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ انسان کو بغیر رہنمائی کے نہیں چھوڑتا۔
- **تکذیبِ رسل اور اس کا انجام:** باوجود اس واضح رہنمائی کے، اکثر قوموں نے اپنے رسولوں کی تکذیب کی اور حق کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ نتیجتاً اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو عذاب کے ذریعے ختم کر دیا۔ وہ قومیں جو کبھی طاقت اور غرور میں ڈوبی ہوئی تھیں، آخرکار عبرت کی داستانیں بن گئیں اور ان کا ذکر صرف عبرت اور نصیحت کے طور پر باقی رہ گیا۔
- **عبرت اور پیغام:** یہ آیات اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہیں کہ اللہ کی سنت ایک ہی ہے: ہدایت بھیجی جاتی ہے، مہلت دی جاتی ہے، اور جب حجت پوری ہو جاتی ہے تو انکار کا انجام عذاب کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ آخر میں فرمایا گیا کہ ایسے لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جو ایمان نہیں لاتے، تاکہ آنے والی قومیں ان واقعات سے سبق حاصل کریں اور حق کو قبول کریں۔

فَقَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ لِبَشَرَیۡنِ مِثۡلِنَا وَ قَوۡمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوۡنَ ۚ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوۡهُمَا فَكَانُوۡا مِنَ الۡمُهۡلَكِیۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡكِتٰبَ لَعَلَّهُمۡ یَهۡتَدُوۡنَ ﴿۴۹﴾

فَقَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ - تو انھوں نے کہا، کیا ہم ایمان لائیں

اَ : ہمزہ استفہامیہ (سوالیہ)

لِبَشَرَیۡنِ مِثۡلِنَا - اپنے جیسے دو آدمیوں پر

بَشَرَیْن : بَشَرٌ کا تثنیہ (دو آدمی)

وَ قَوۡمُهُمَا - حالانکہ ان دونوں کی قوم

لَنَا عٰبِدُوۡنَ - ہماری عبادت (یعنی خدمت) کرنے والے ہیں

عَابِد: عبادت کرنے والا، خدمتگار، غلام، تابعدار- اس کی جمع عَابِدوْن

فَكَذَّبُوۡهُمَا - سو انھوں نے جھٹلایا ان دونوں کو

كَذَّبَ يُكَذِّبُ ، تَكْذِيْبٌ : جھٹلانا (II)

فَكَانُوۡا مِنَ الۡمُهۡلَكِیۡنَ - تو وہ ہوگئے ہلاک کیے جانے والوں میں سے

مُهْلَك: ہلاک کیا جانے والا - جمع مُهْلَكِيْنَ

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا - اور بلاشبہ یقیناً ہم نے دی

اٰتٰی يُؤْتِيْ ، اِيْتَآءٌ : دینا (IV)

مُوۡسَی الۡكِتٰبَ - موسیٰ کو کتاب

لَعَلَّهُمۡ یَهۡتَدُوۡنَ - تاکہ وہ (لوگ) ہدایت پائیں۔

لَعَلَّ: دو معنی میں آتا ہے (۱) شاید کہ / امید ہے کہ (۲) کسی چیز کے وقوع کی توقع یا امکان ظاہر کرنا

وَ جَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡيَمَ وَ اُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّ اٰوَيۡنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبۡوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيۡنٍ ﴿۵۰﴾

وَ جَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡيَمَ - اور ہم نے بنایا ابن مریم

وَ اُمَّهٗۤ اٰيَةً - اور اسکی ماں کو (عظیم) نشانی

وَّ اٰوَيۡنٰهُمَاۤ - اور ہم نے جگہ دی ان دونوں کو

(ا و ی) اٰوٰی یُؤْوِیْ ، اِیْوَآءٌ : پناہ دینا، جگہ دینا (IV)

اِلٰى رَبۡوَةٍ - ایک بلند زمین کی طرف

(ر ب و) رِبَا یَرْبُو ، رَبْوًا و رُبُوًّا : بڑھنا، ابھرنا، اونچا ہونا

رَبْوَةٍ : رَبْوًا سے مشتق- وہ زمین جو ابھری ہوئی ہو

یہ لفظ صرف جغرافیائی اونچائی نہیں بلکہ بلندی (حفاظت)، استقرار (سکون) کا تصور بھی دیتا ہے

ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيۡنٍ - (جو) سکون و قرار اور جاری چشمے والی تھی

ذَات : ذُو کا مؤنث (والی)

قَرار : سکون و قرار، آرام کی جگہ

مَعِین : (مادہ ع ي ن) : بہتا ہوا اور ظاہر پانی، صاف اور جاری چشمہ

ایسا پانی جو زمین سے ظاہر ہو، نظر آئے، اور بہتا رہے (ٹھہرا ہوا نہ ہو)

فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۚ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ
﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾

کہنے لگے "کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں؟ اور آدمی بھی وہ جن کی قوم ہماری بندی ہے"

پس انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا اور ہلاک ہونے والوں میں جا ملے

اور موسیٰؑ کو ہم نے کتاب عطا فرمائی تاکہ لوگ اس سے رہنمائی حاصل کریں

اور ابن مریم اور اس کی ماں کو ہم نے ایک نشان بنایا اور ان کو ایک سطحِ مرتفع پر رکھا جو اطمینان کی جگہ تھی اور چشمے اس میں جاری تھے

They said: "Shall we put faith in two mortals like ourselves40a when their people are slaves to us?“
So they rejected them, calling them liars, and they too eventually became of those that were destroyed. And We gave Moses the Book that people might be guided by it.
And We made Mary's son, and his mother, a Sign,43 and We gave them refuge on a lofty ground, a peaceful site with springs flowing in it.

ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی وَ اَخَاهُ هٰرُوۡنَ ۬ۙ بِاٰیٰتِنَا وَ سُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَ كَانُوۡا قَوۡمًا عَالِیۡنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ لِبَشَرَیۡنِ مِثۡلِنَا وَ قَوۡمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوۡنَ ﴿۴۷﴾
فَكَذَّبُوۡهُمَا فَكَانُوۡا مِنَ الۡمُهۡلَكِیۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡكِتٰبَ لَعَلَّهُمۡ یَهۡتَدُوۡنَ ﴿۴۹﴾

آیات 45-50

- **تاریخِ رسالت سے عملی استدلال:** سورۃ المؤمنون کے اس حصے میں پہلے بیان کردہ عمومی اصول یعنی مسلسل بعثتِ رسل، تکذیب اور ہلاکتِ اقوام کو ایک نمایاں تاریخی مثال کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔ اجمالی طور پر متعدد اقوام اور انبیاء کے ذکر کے بعد اب یہاں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کا تذکرہ آتا ہے، تاکہ بنی اسرائیل سمیت مخاطبین کو ان کی اپنی تاریخ یاد دلائی جائے، جو اس وقت نبی کریم ﷺ کی دعوت کے راستے میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے۔
- **بعثتِ موسیٰؑ و ہارونؑ اور سلطانِ مبین:** اللہ تعالیٰ نے ان دونوں رسولوں کو کھلی نشانیوں اور واضح حجت (سلطان مبین) کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا۔ خصوصاً عصائے موسیٰ ایک ایسا معجزہ تھا جو نہ صرف ان کی رسالت کی قطعی دلیل تھا بلکہ ایک ایسی قوت کا اظہار بھی تھا جس کے سامنے کوئی ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ یہ معجزات دراصل اس قوم کے خاص مزاج، یعنی سرکشی اور غرور کو سامنے رکھتے ہوئے عطا کیے گئے تھے۔
- **فرعون اور اس کے سرداروں کا تکبر:** اس کے باوجود فرعون اور اس کے عمائدین نے تکبر اور برتری کے زعم میں آکر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے یہ کہہ کر حق کو رد کیا کہ ہم اپنے جیسے انسانوں پر ایمان کیسے لائیں جبکہ ان کی قوم ہماری تابع ہے۔ اس رویے میں طبقاتی غرور، اقتدار کا نشہ اور حق سے گریز صاف ظاہر ہوتا ہے، جو ہر دور کے منکرین کی مشترکہ نفسیات ہے
- **انکار کا انجام اور ہدایت کا تسلسل:** نتیجتاً انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی اور بالآخر ہلاک کر دیے گئے، جبکہ حضرت موسیٰؑ کو کتاب عطا کی گئی تاکہ ہدایت کا سلسلہ جاری رہے۔ اس واقعہ کے ذریعے واضح کیا گیا ہے کہ جو قومیں تکبر اور انکار کا راستہ اختیار کرتی ہیں، وہ اپنے انجامِ بد کو خود دعوت دیتی ہیں، اور تاریخ ہمیشہ حق و باطل کے اس انجام کو دہراتی رہتی ہے۔

وَ جَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡیَمَ وَ اُمَّہٗۤ اٰیَۃً وَّ اٰوَیۡنٰہُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیۡنٍ ﴿۵۰﴾

حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ ایک مشترک نشانی

- اس آیت میں تاریخِ نبوت کی ایک عظیم شخصیت حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ حضرت مریمؑ کا ذکر ایک منفرد انداز میں کیا گیا ہے۔ یہاں دونوں کو الگ الگ نشانیاں قرار دینے کے بجائے ایک ہی "آیت" کہا گیا، جو اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ ان دونوں کا معاملہ باہم جڑا ہوا معجزہ ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰؑ کی بغیر باپ کے پیدائش اور حضرت مریمؑ کا بغیر کسی مرد کے حاملہ ہونا، یہ دونوں مل کر ایک ہی عظیم نشانی بنتے ہیں۔ یہ اسلوب اس معجزے کی غیر معمولی نوعیت کو نمایاں کرتا ہے۔
- یہ واقعہ انسانی فکر کی ایک عجیب کمزوری کو بھی ظاہر کرتا ہے کہ بعض لوگ دوسرے انبیاء کی بشریت کی بنیاد پر انکار کرتے رہے، جبکہ حضرت عیسیٰؑ کے معاملے میں حد سے بڑھ کر انہیں الوہیت تک پہنچا دیا۔ یوں ایک طرف انکارِ نبوت اور دوسری طرف غلو فی العقیدہ، دونوں گمراہی کی صورتیں سامنے آتی ہیں۔ مزید یہ کہ جو لوگ واضح معجزات کے باوجود ایمان نہ لائے اور انھوں نے حضرت مریمؑ پر تہمت لگائی، وہ دنیا میں بھی رسوا ہوئے اور عبرت کا نمونہ بن گئے۔
- رَبْوَة کے مقام کے بارے میں آراء: آیت میں مذکور لفظ "رَبْوَة" کے مقام کے بارے میں مفسرین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک رائے کے مطابق یہ وہی بلند جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی اور ممکن ہے کہ ماں بیٹا کچھ عرصہ وہیں مقیم رہے ہوں۔ دوسری رائے کے مطابق یہ کوئی اور مقام ہے، اور تاریخی روایات کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ حضرت مریمؑ اپنے بیٹے کو لے کر ہیرودیس (Herod the Great) بادشاہ کے ظلم سے بچنے کے لیے مصر ہجرت کر گئیں، جہاں کچھ عرصہ قیام کیا۔ بعد ازاں اس کے انتقال کے بعد واپس آئیں۔ بعض اہلِ علم اسی مقام کو اس آیت میں مذکور "رَبْوَة" قرار دیتے ہیں۔